المدارس پاکستان، بقیۃ السلف مولانا ظہور الحق دامان، مولانا امتیاز، مولانا محمود الحسن توحیدی اور مولانا سید یوسف شاہ ہارون نے موصوف کی علمی دینی اور رفاہی خدمات پر حاضرین کے سامنے روشنی ڈالتے ہوئے انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ جنازہ میں ہزاروں علمائے کرام کے علاوہ علاقہ کے زعماء، اور عوام الناس نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اس موقع پر موصوف کے بڑے بیٹے مولانا مطیع الرحمٰن کو والد کی جگہ جانشین مقرر کرتے ہوئے اکابر علماء نے دستار بندی فرمائی۔ دوسرے بیٹے نفیس الرحمٰن اور مرحوم کے بڑے بھائی فاضل دارالعلوم حقانیہ مولانا عزیز الرحمٰن نے لوگوں کا شکریہ ادا کیا۔

حضرت مولانا قاری حق نواز کی المناک شہادت

وطن عزیز پاکستان ایک طویل عرصہ سے گشت وخون کا معرکہ کارزار بنا ہوا ہے۔ علماء کا خون بڑی بے دردی سے قتل ناحق کی شکل میں کراچی سے لے کر خیبر تک بہایا جارہا ہے۔ گذشتہ بیس، تیس برسوں میں سینکڑوں ممتاز علماء کھلے عام دن دیہاڑے بندوق کے نوک پر مارے گئے، لیکن آج تک کسی ایک کا قاتل بھی حکومت وقت اور مقامی انتظامیہ نے گرفتار نہ کیا۔

علماء کی یہ بے وقعتی سرزمینِ پاکستان کے اساس سے بھی غداری ہے اور دوسری طرف پورے ملک کے لئے بے برکتی اور طوفانوں کا پیش خیمہ ہے۔ آج دارالعلوم حقانیہ کے ایک جید فاضل، جامعہ محمدیہ (مٹہ مغل خیل) شبقدر کے مہتمم، صوفی باصفا، پیر طریقت اور شبقدر کے عوام کی ہردل عزیز شخصیت حضرت مولانا قاری حق نواز کو نماز فجر کی امامت کے لئے جاتے ہوئے علی الصباح بڑی بے دردی سے قتل کردیا گیا "انا للہ وانا الیہ راجعون"۔ ان کی رحلت سے پورے علاقہ میں کہرام مچ گیا۔ جب مجھے معلوم ہوا تو کلیجہ منہ کو آنے لگا، کہ موصوف جیسے بے ضرر، سراپا خیر شخصیت سے کسی کو کیا دشمنی ہوسکتی ہے آپکے مشفق استاد مولانا سمیع الحق صاحب رئیس جمعیت علماء اسلام مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ نے ان کا نماز جنازہ پڑھایا ہمیں گردونواح کے ہزاروں علماء وطلباء اور عوام الناس نے شرکت کی۔

ابھی کچھ ہی عرصہ قبل اپنے قائم کردہ دینی ادارہ جامعہ محمدیہ میں سالانہ تقریب ختم بخاری میں احقر کے ذریعہ مولانا سمیع الحق امیر جمعیت علماء اسلام ورئیس دارالعلوم حقانیہ سے وقت لیا۔ مولانا

صاحب نے موصوف کی علمی اور اصلاحی خدمات کے مدنظر شفقت فرماتے ہوئے دعوت قبول فرما لی۔ جب ہم ان کے گاؤں کے قریب پہنچے تو موصوف موٹرسا ئیکلوں کے جلوس کے ساتھ قائد جمعیت کے استقبال کیلئے آئے۔اس موقع پر ان کے خوشی کی کوئی انتہاء معلوم نہیں ہورہی تھی۔اپنے اکابرین کے ساتھ ہمیشہ بھرپور روابط استوار رکھتے آئے۔ختم بخاری سے قبل ترحیبی کلمات کے دوران فرمایا:''میں نے دارالعلوم حقانیہ میں دوران درس ایک رات خواب میں امام الاولیاء حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کی زیارت اس طرح کی ،کہ حضرت کے سامنے ایک بڑے دیگ میں دال کا پکا ہوا سالن ہے اور آپؒ اپنے مبارک ہاتھوں سے طلبہ میں تقسیم فرمارہے ہیں اور آپ نے بندہ کو بھی اپنے مبارک ہاتھوں سے سالن دیا، جسے بندہ نے کھایا''۔اگلی صبح بندہ نے حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب کو خواب سنایا،تو انہوں نے تعبیر بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ آپ سے دین کی خدمت کا کام لے گا۔

اس تقریب میں عم محترم نے اپنی خطاب میں ان کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایا: کہ آج آپ کا یہ مدرسہ جس میں سینکڑوں طلبا پڑھ رہے ہیں یہ اسی شیخ الحدیثؒ کے ہاتھ سے کھائے ہوئے دال کے اثرات وثمرات ہیں۔

افسوس آج !!وہ عظیم عالم دین ہم نے گنواں دیا''رحمہ اللہ تعالیٰ''۔موصوف کے مختصر احوال جو میسر ہوسکے وہ یوں ہیں:

آپ 1965ء کو حاجی محمد الیاس کے ہاں پیدا ہوئے ،مقامی سکول میں عصری تعلیم کی ابتداء کی 1982ء کو میٹرک پاس کیا اور پھر مٹہ ہائی سکول کے ایک عالم دین استاد قاری محمد زرین سے قرآن پاک حفظ کا آغاز کیا، پھر ابازئی کے معروف قاری موسیٰ سے تکمیل حفظ قرآن کیا۔ بعد ازاں تجوید کے لئے قاری عبداللہ شاہ عرف ناسافہ باچا کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے۔درس نظامی کا آغاز جامعہ رحمانیہ سے کیا، وہاں سے پھر جامعہ اسلامیہ چارسدہ کا رخ کیا ،فنون کی تکمیل کے بعد دارالعلوم دیوبند کے فضلاء شیخ الحدیث مولانا مطلع الانوارؒ اور مولانا عنایت اللہؒ سے کسب فیض پانے کے لئے دارالعلوم تخت آباد میں داخلہ لیا۔

علم حدیث کے حصول کے لئے 1992ء میں ایشیاء کی عظیم اسلامی مدرسہ دارالعلوم حقانیہ پہنچے جہاں 1993ء میں دستار فضیلت حاصل کی۔طالب علمی کے زمانہ میں ایک دن آپ کی دادی فوت ہوئی تو اسباق میں انہماک کا یہ حد تھا کہ اس دن صبح پہلے مفتی صاحب کے اسباق کے لئے اکوڑہ خٹک پہنچے اسباق کے بعد مفتی صاحب کو اس حادثے کا ذکر کیا تو انہوں نے اس قربانی اور اسباق میں حاضری پر

بے حد مسرت کا اظہار فرمایا اور مرحومہ کے لئے مغفرت اور قاری صاحب کے عملی ترقی میں اضافے کی خصوصی دعا فرمائی ۔ یہی وجہ تھی کہ قاری صاحب ہمیشہ کہتے بھی تھے کہ یہ جو کچھ ہے یہ حضرت مفتی صاحب کے دعاؤں کا ثمرہ ہے۔

فراغت کے فوراً بعد اپنی مادر علمی دارالعلوم رحمانیہ شبقدر سے تدریس کا آغاز کیا اور تین برس تک شیخ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ شاہ مہتمم مدرسہ مذکورہ کے زیر سایہ علمی موتیاں بکھیر تے رہے۔ چونکہ قاری صاحب نے 1989ء کو طالب علمی کے زمانہ میں اپنے گاؤں کی مسجد میں تجوید وحفظ کا مدرسہ قائم کیا تھا، جو رفتہ رفتہ درس نظامی کے طلبا کا مرجع بھی بن گیا۔ لہٰذا 1996ء میں وہاں سے علیحدہ ہوئے اور گاؤں میں اس مدرسہ کے لئے مستقل علیحدہ زمین حاصل کر کے موجود جگہ پر اس ادارہ کو منتقل کر دیا۔ چونکہ اس مدرسہ کا پہلا نام اپنے کام کے اعتبار سے مدرسہ حفظ القرآن والتجوید تھا اور اب کام کا میدان درس نظامی تک بڑھ گیا لہٰذا اپنے اساتذہ سے اس نئے مدرسہ کا نام تجویز فرمانے کے لئے اکوڑہ خٹک آئے جہاں تین اساطین علم وعمل مولانا مفتی محمد فرید مولانا فضل الٰہی اور مولانا مغفور اللہ صاحب نے اس دارالعلوم کا نام جامعہ محمدیہ تجویز فرمایا۔ اس وقت اس مدرسہ میں چھ سات سو تک طلبا مصروف تعلیم ہیں۔ علاقہ اور گرد ونواح میں جامعہ محمدیہ کے درجنوں شاخیں دینی تعلیم وتربیت کے سلسلہ میں مسلمان بچوں کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔ یہ سب کچھ ان شاء اللہ موصوف کے لئے باقیات صالحات ہیں۔ احقر کے ساتھ موصوف کے تعلقات برادرانہ اور حد درجہ بے تکلفی پر مبنی تھے۔ دارالعلوم حقانیہ کے موجودہ زیر تعمیر جامع مسجد مولانا عبدالحقؒ کے لئے سال بھر قبل جب ہم نے شبقدر اور چارسدہ کے فضلا کو متوجہ کیا تو موصوف نے مقدور بھر بڑی تندہی کے ساتھ اس کام میں حصہ لیا میں بعض اوقات ان کو چھیڑنے کے لئے کہتا کہ آپ نے مسجد کی تعمیر میں کھل کر کام نہیں کیا۔ تو متبسمانہ لہجے میں مختلف علاقوں میں چندوں کی تفصیل سے آگاہ فرماتے۔

تصوف وسلوک کے سلسلہ میں آپ شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید صاحب کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور تکمیل اوراد ووظائف پر ان کی طرف سے ماذون ہوئے۔ اس سے قبل موقوف علیہ کے سال مولانا مطلع الانوارؒ اور مولانا عنایت اللہ صاحب ان ہر دو حضرات سے کافی استفادہ فرمایا۔ مولانا مفتی محمد فرید صاحب نے ایک دفعہ خوش طبعی میں پوچھا کہ بھیا بادشاہت رکھتے ہو یا نہیں؟ انہوں نے الفاظ کو نہ سمجھتے ہوئے سوالیہ نگاہوں سے حضرت کی طرف دیکھا تو آپ نے دوبارہ فرمایا کہ بھیا بادشاہت رکھتے ہو یا نہیں؟ یعنی امامت۔ تو آپ نے جواب دیا کہ فی الحال تو مدرسہ میں

مقیم ہوں البتہ گاؤں میں امامت ہے۔تو اس پر فرمایا کہ یہ خدمت کرنا ٹھیک ہے۔

اکتوبر 2001ء کو آپ نے ایک دینی واصلاحی اور تبلیغی سہ ماہی رسالہ ''الذکریٰ'' کے نام سے جاری فرمایا اور رسالہ کے اداریہ میں اس کی اشاعت کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھا: ''موجودہ دور میں غیر مسلم قوتیں اپنے مذموم عزائم اور بے دینی ملکی اور بین الاقوامی میڈیا کے ذریعے تیزی کے ساتھ پھیلا رہی ہے۔پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا ان کے قبضہ میں ہیں، مختلف طریقوں سے اسلام کو بدنام کرنے کی ناپاک کوششیں کررہے ہیں۔دوسری طرف دینی مدارس کو دہشت گردی کی بے بنیاد الزامات میں ملوث کررہے ہیں، کبھی فرقہ واریت کا الزام لگاتے ہیں اور کبھی مدارس کا نصاب طعن وتشنیع کا نشانہ بناتے ہیں۔لہٰذا ان باطل عزائم کا دلیرانہ مقابلہ علماء اور مسلمانوں کا مشترکہ فریضہ ہے اور اس ضمن میں میڈیا کی تحفظ کے لئے بھی ایک پروگرام تشکیل دینا چاہیئے تاکہ اس کے ذریعہ یورپ اور غیر مسلم اقوام کے پروپیگنڈوں کا بروقت اور مؤثر جواب دیا جاسکے۔لہٰذا ہم بھی اس فریضہ کو محسوس کرتے ہوئے عزم صمیم کے ساتھ اس میدان میں قدم رکھ رہے ہیں۔''

مولانا انوار الحق صاحب نائب صدر وفاق المدارس ایک مرتبہ ان کے ادارے میں تشریف لے گئے تو فرمایا: ''کہ میں نے یہاں کے مہتمم، اساتذہ اور طلبا میں اخلاص وروحانیت محسوس کی ان کی وضع قطع اور صورتوں سے بہت متاثر ہوا''۔

مولانا مفتی محمد فرید صاحب درس مشکوۃ کے سلسلے میں تشریف لے گئے تو از حد خوشی کا اظہار فرمایا۔گویا یہ سب اکابرین کا ان کے خدمات پر بھرپور اعتماد تھا اور ان شاء اللہ یہی اعتماد ان کے لئے اخروی سعادتوں کا ذریعہ بنے گا۔

آپ کے لواحقین میں تین فرزند اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔بڑے بیٹے کا نام دارالعلوم حقانیہ کے موسس مولانا عبدالحق کے نام کی مناسبت سے عبدالحق رکھا جو آج کل دارالعلوم کراچی میں درجہ خامسہ میں پڑھ رہے ہیں۔نماز جنازہ بعد العصر ۶ بجے مٹہ مغل خیل میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی امامت میں ادا کیا گیا، جس میں علماء طلبا اور عوام الناس کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آرہا تھا، جنازہ سے قبل احقر نے مولانا گوہر شاہ مہتمم جامعہ اسلامیہ چارسدہ مولانا انوار الحق اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے خطاب کرتے ہوئے حاضرین کے سامنے مرحوم کے فضائل حمیدہ بیان فرمائے۔